میں واپس تشریف لانے کا حال بیان نہ کیا جائے، اس لئے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب "امدادالمشتاق" کا عکس آپ کے سامنے لایا جارہا ہے:

چنانچہ ۱۲۹۶ھ میں جب میں مع مولانا احمد حسن، حضور میں حضرت کے حاضر ہوا تھا۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب اول اول مکہ مکرمہ آیا فقرو فاقہ کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ زرد رنگ بجز زمزم شریف کے کچھ نہ ملا تین چار دن کے بعد بعض احباب سے قرض مانگا انہوں نے باوجود وسعت انکار کیا مجھے معلوم ہوا کہ یہ امتحان ہے بس عہد کر لیا کہ اب قرض کبھی نہ مانگا اور ضعف سے یہ حالت تھی کہ نشست و برخاست دشوار تھی آخر نویں دن حضرت خواجہ اجمیری عالم واقعہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ اے امداد اللہ تم کو بہت تکالیف اٹھانے پڑے اب تیری تعین پر لاکھوں روپیہ کا خزانہ مقرر کیا جاتا ہے میں نے انکار کیا کہ یہ امانت بہت سخت ہے ارشاد ہوا کہ اچھا تمہاری مرضی اگر اب ما یحتاج خرچ تمہیں ملا کرے گا تب سے بلا منت دیگرے مصارف روزمرہ چلتے ہیں۔

(فوٹو: امدادالمشتاق صفحہ ۱۱۰ مرتبہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب)

اس واقعہ نے دوسرے واقعات کے ساتھ مل کر پیران کامل کے عالم الغیب حاضر و ناظر، اور متصرف فی الامور ہونے کا قطعی ثبوت مہیا فرما دیا۔ فجزاہ اللّٰہ اوفیٰ الجزاء۔

بات بہت طویل ہوتی جارہی ہے، اس لئے اب کوشش کروں گا کہ اس خانوادہ کے باقی حضرات کے بہت ہی مختصر حالات بیان کروں۔

ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔

مرتبہ خواجہ فریدالدین گنج شکر۔ نام کتاب "فوائد السالکین"۔

خواجہ فریدالدین گنج شکر بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی محفل میں مختلف قسم کے ذکر ہو رہے تھے:

پھر اس بات کا ذکر ہونے لگا کہ اگر مرید نفل پڑھتا ہو اور پیر اس کو
آواز دے تو وہ کیا کرے آیا نماز نفل توڑ کر جواب دے یا نہیں خواجہ قطب الاسلام اطال اللہ بقاءہ نے زبان مبارک سے فرمایا
کہ بہتر یہ ہے کہ نفل ترک کرے اور جواب دینے میں مشغول ہو کیونکہ اس میں ثواب بہت ہے پھر فرمانے لگے کہ میں
ایک مرتبہ نماز نفل میں مشغول تھا شیخ معین الدین دام اللہ برکاتہ نے مجھکو پکارا میں نے فوراً نیت توڑی اور
عرض کیا حاضر ہوں فرمایا آؤ جب میں خدمت میں حاضر ہوا پوچھا کہ کیا مشغولی تھی عرض کیا نماز نفل میں مشغول تھا
میں نے آپکی آواز سنکر اُسے ترک کر دیا اور آپکو جواب دیا فرمایا بہت اچھا کیا یہ نماز نفل سے فاضلتر ہے
کیونکہ پیر کے کام میں مستعد ہونا عین دین کے کاموں میں مستعد ہونا ہے پھر فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میں شیخ شبلی
کی خدمت میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور ادب کے
لیے پابوسی کی آپ نے اُسکو بٹھالیا اُس نے عرض کی کہ میں مرید ہونے آیا ہوں فرمایا جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط
منظور ہو تو بیشک میں مرید کر لونگا اُس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا آپ نے فرمایا کہ تو کلمہ اسطرح
پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک بار اسطرح پڑھ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ چونکہ راسخ العقیدہ
تھا اُسنے فوراً پڑھ دیا خواجہ نے اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت و نعمت عطا کی اور فرمایا میں نے فقط
تیرا امتحان لیا تھا کہ تجھکو مجھ سے کسقدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود نہ تھا کہ تجھ سے اسطرح کلمہ پڑھواؤں میں کون
اور کیا چیز ہوں میں ایک ادنیٰ بندگانِ غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوں حکم وہی ہے جو تو اول
سے کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس بات سے تیری صدق عقیدت معلوم ہوئی اب تو میرا مرید صادق ہوا
مرید کو ایسا ہی چاہیئے کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق و راسخ ہو۔

(فوٹو: فوائد السالکین ملفوظات قطب الدین بختیار کاکی صفحہ ۱۲۶، ۱۲۷، مرتبہ خواجہ فرید الدین گنج شکر ترجمہ غلام احمد بریاں)

سبحان اللہ۔ بالکل ابوسعید بن المعلّٰی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی طرح کا واقعہ خواجہ بختیار کاکی کے ساتھ پیش آیا صرف اس فرق کے ساتھ کہ ابوسعید بن المعلّٰی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے بُلاوے کے باوجود نماز میں مشغول رہے اور جب نماز پوری کر کے آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز توڑ دینا چاہیئے تھی۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (اللہ اور رسول کی پُکار پر لبیک کہو جب وہ تمہیں بُلائیں) کیا حرج ہے اگر اللہ اور رسول کے ساتھ ساتھ اپنے شیخ کو بھی اُسی

حیثیت کا مالک سمجھ لیا گیا کہ اس کی آواز پر بھی نماز توڑ دینی چاہیئے۔ لیکن مرید ہونے کے لئے آنے پر یہ پابوسی کچھ سمجھ میں نہیں آئی اور نہ امتحان و آزمائش کے لئے مرید سے اپنا کلمہ پڑھوانا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ چِشْتِی رَسُولُ اللّٰہ۔ پھر مرید کو یہ کلمہ پڑھنے پر راسخ العقیدہ ہونے کی سند دینا اور کہنا کہ مُرید کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ پھر خود کو بندگان محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل کرنا کسر نفسی کی انتہا ہے۔

پیرانِ کامل کے طواف کو کعبہ آتا ہے:

مجلس پنجم ۱۸ ذی الحجہ ۶۱۸ھ دولت پابوسی حاصل ہوئی۔ حج کا ذکر شروع ہو گیا قاضی حمید الدین ناگوری مولانا علاؤالدین کرمانی سید نورالدین مبارک غزنوی سید شرف الدین محمود موزہ دوز مولانا فقیہ خداداد جیسے لوگ موجود تھے کہ ہر ایک ان میں کا کامل تھا۔ عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک اُنکے آگے کوئی چیز حائل نہ تھی بڑے صاحب کشف و کرامات تھے خانہ کعبہ کے مسافروں کا ذکر ہونے لگا۔ خواجہ قطب الاسلام فرمانے لگے کہ جو اللہ کے خاص بندے ہیں جب وہ اپنے مقام پر ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم کیا جاتا ہے کہ اُن کی گرد طواف کرے یہ فرماتے فرماتے آپ اور سب عزیز کھڑے ہو گئے اور ایسے عالم تحیر میں مستغرق ہوئے کہ اپنے آپے کی خبر نہ رہی یہ دعا گو بھی عالم تحیر میں مشغول ہوا پھر سب نے ایسی تکبیریں کہیں جیسا کہ خانہ کعبہ کے طواف میں کہا کرتے ہیں غرضکہ سب تکبیر کہتے جاتے تھے اور ہر ایک کے اعضا سے تازہ تازہ خون نکلتا تھا اور جو قطرہ زمین میں گرتا تھا اُس سے تکبیر کا نقش بنتا چلا جاتا تھا جب ہم مشغول ہوئے تو ہم نے کعبہ کو اپنے آگے دیکھا اُس کا جیسا کہ ادب چاہیے بجا لائے اور چار بار اُسکے گرد طواف کیا ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے عزیزو ہم نے تمہارا حج و طواف اور نماز قبول کی اور اُن لوگوں کی بھی ہم نے قبول کی جو تمہاری متابعت اور پیروی کریں۔ پھر خواجہ قطب الاسلام دام اللہ برکاتہ فرمانے لگے کہ شیخ الاسلام معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز ہر سال اجمیر سے خانہ کعبہ کو جایا کرتے تھے آخر الامر جب اُن کا کام کمالیت کے درجہ کو پہنچا تو جو حاجی حج کو جاتے وہ بیان کرتے کہ ہم نے خواجہ کو طواف کرتے دیکھا حالانکہ وہ یہیں معتکف ہوتے تھے۔ پھر یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر شب خواجہ معین الدین خانہ کعبہ کے طواف کو جاتے تھے اور رات بھر وہیں رہتے تھے صبح سے پہلے پہلے یہاں

آجاتے تھے اور اپنے جماعت خانہ مین فجر کی نماز پڑھتے تھے پھر اسی محل پر آپنے یہ فرمایا کہ مینے خواجہ معین الدین رح
سے اُنہوں نے شیخ عثمان ہارونی کی زبانی سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ جب خواجہ مودود چشتی کو اشتیاق
کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت مین پہونچادین اور خواجہ کے آگے کردین جب
خواجہ اُسے دیکھتے طواف کرتے نماز پڑھتے پھر فرشتے اُس کو اُسکے مقام پر پہنچادیتے

(فوٹو: فوائد السالکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کا کی صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹ مرتبہ خواجہ فرید الدین گنج شکر۔ ترجمہ غلام احمد بریاں مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۹۱۶)

ایسے کاملین کا کیا کہنا جن کے درمیان عرش سے لیکر تحت الثریٰ تک کوئی چیز حائل نہ ہو سکے۔ واہ۔واہ۔زبان سے نکلنا تھا کہ خانۂ کعبہ آموجود ہوا۔ عالمِ تحیر ہی میں طواف اور تکبیریں شروع ہو گئیں اور اعضاءِ جسمانی سے خون پُھوٹ بہا۔ پھر جو قطرہ بھی زمین پر گرا "اللہ اکبر" کا نقش بن گیا۔ جب ہوشیاری ہوئی تو خانۂ کعبہ موجود تھا اور ہاتفِ غیب سے صدا آرہی تھی کہ ہم نے تمہارا حج وطواف اور تمہاری نماز قبول کی۔ اور ان کی بھی جو تمہاری متابعت کریں۔ خیر طواف ونماز وغیرہ قبول ہو جانا تو کچھ کچھ سمجھ میں آتا ہے لیکن بغیر عرفات کے وقوف کے یہ حج کیسے قبول ہو گیا اور یہ بھی کہ کعبہ اگر دہلی چلا آیا تھا تو مکّہ میں طواف کرنے والے کیا کر رہے ہوں گے۔ ملاحظہ فرمایا کہ جب پیر کامل ہو جاتا ہے تو اس کی کیفیت کا کیا عالَم ہوتا ہے۔ اجمیر میں معتکف مگر حاجیوں کے ساتھ، حج کے مناسک ادا ہو رہے ہیں۔ پھر ہر رات کو کعبہ کا طواف اور صبح فجر کی نماز اجمیر میں۔ واللہ! تصّرفات کی حد ہو گئی پھر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا فرمانا کہ میرے پیر خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ مودود چشتی کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ حسبِ اشتیاق کعبہ ان کے پاس لایا اور واپس لے جایا جاتا تھا۔

شاید کسی کو شک پیدا ہو کہ یہ سب کیسے ممکن ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ وہ اِن اقدارِ مشترکہ و ذواتِ مُرکبّہ کو انسانوں پر قیاس نہ کرے۔ اِن کا تو مقام ہی اور ہے۔

اب اس سلسلہ کے ایک اور پیرِ کامل کی بزرگی وعظمت نگاہ میں رکھیئے:

ذکر خواجہ فرید الدین گنج شکر کا خواجہ نظام الدین اولیاء کی کتاب راحۃ القلوب کے ذریعہ سے:۔

تاریخ دانی کا شاہکار، اور آہ وبکا اور ماتم داری کا ثبوت فرمایا خواجہ فرید الدین گنج شکر نے کہا کہ جس نے

عاشورہ کا روزہ رکھا تو گویا اس نے ساری سال کا روزہ رکھا پھر آپ نے اسی محل پر فرمایا کہ عاشورہ کے دن جنگل میں ہرن بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی دوستی کے سبب اپنے بچوں کو دودھ نہیں دیتے پس کیا وجہ ہے کہ آدمی ہو کر روزہ نہ رکھیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بغداد میں ایک بزرگ تھا کہ اُس کے آگے امیر المومنین حسین و حسن رضی اللہ عنہما کے شہید ہونے کا ذکر لوگ کر رہے تھے کہ اُس نے خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی میں اپنا منہ پیٹنے کی مار انحن بہنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد چکر اکر زمین پر گر پڑا جب لوگوں نے دیکھا تو وہ جان دے چکا تھا اسی شب اُس بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ امیر المومنین حسنین رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑا ہے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا مجھے بخشدیا اور کہا حسنین کے پاس رہا کر۔ پھر آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ ایک دفعہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو کندھے پر بٹھائے ہوئے لیے جا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا سبحان اللہ۔ دوزخی بہشتی کے کندھے پر سوار ہوئے جا رہا ہے۔ جب یہ کلمہ امیر المومنین علی نے سُنا تو حال پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ تو معاویہ کا لڑکا ہے دوزخی کہاں سے ہے۔ کہا اے علی یہ یزید وہ بد نصیب لڑکا ہے کہ جو میرے حسن و حسین اور میری ساری آل کو شہید کریگا حضرت علی کھڑے ہو گئے اور تلوار نیام سے نکال لی کہ میں اسے مار ڈالتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے علی ایسا نہ کر خدا تعالیٰ کا حکم ایسا ہی ہے حضرت علی رونے لگے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اُس وقت آپ تو سرور ہونگے فرمایا نہیں کہا یا رو میں سے کوئی ہوگا کہا نہیں۔ کہا میں ہونگا کہا نہیں بلکہ فاطمہ ہونگی۔ کہا وہ بھی نہیں۔ کہا یا رسول اللہ میری بچوں کی کون ماتم داری کریگا کہا میری امت۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں گریہ کرنے لگے اور دونوں شاہزادوں سے بغلگیر ہوئے اور نعرہ مارا کہ میں نہیں جانتا کہ اُس دشت میں تمہارا

۱۰۶

کیا حال ہوگا۔ آپکے بعد شیخ الاسلام زبان مبارک سے فرمانے لگے کہ جس روز امیر المومنین حسین رضؓ شہادت پائینگے اُس رات ایک بزرگ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خواب مین دیکھا کہ آپ کل انبیاء کی بیبیون کے ساتھ آئی ہین دامن مبارک کمر سے بندھا ہوا ہے دشت کربلا مین جہانکہ امیر المومنین حسین رضؓ شہادت پاینگے جھاڑو دے رہی ہین اور اپنی آستین مبارک سے صاف کرتی جاتی ہین اُنہون نے پوچھا کہ اے خاتون قیامت اور اے بنت شفیع روز محشر یہ کیا مقام ہے جسے آپ اپنی آستین سے صاف کر رہی ہین فرمایا یہ وہ مقام ہے کہ حسین میرا بیٹا یہان سر دیگا اور شہادت پائیگا آپکے بعد اسی ذکر پر آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے یہ حکایت پوچھی کہ جب ہم مین کوئی بھی نہوگا تو اُن کی تعزیت کون کریگا کہا یا رسول اللہ آپکی امت آپکے فرزندکی تعزیت کریگی ایسی ماتم داری کریگی کہ اسکی صفت بیان نہین ہوسکتی۔

(فوٹو: راحۃ القلوب صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶ ملفوظات خواجہ فرید گنج شکر، مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاؒ، ترجمہ غلام احمد بریاں مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۹۱۶ء)

اس واقعہ میں چند باتیں نوٹ کرنے کے لائق ہیں۔

(۱) حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی دوستی میں اگر کوئی خودکشی کرلے تو وہ اُن کے ساتھ رہے گا۔

(۲) نبی ﷺ کے زمانے میں امیر معاویہؓ اپنے بیٹے یزید کو کاندھے پر لے کر نکلے، حالانکہ وہ اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ سال بعد ۲۶ ھ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے۔

(۳) حضرت علیؓ کا نبی ﷺ سے دریافت کرنا کہ پھر میرے بچوں کی ماتم داری کون کرے گا جب ہم لوگ نہ ہوں گے اور معاویہؓ کا بیٹا ان کو شہید کردے گا۔ جواب ملا "پُوری اُمّت"۔ اور یہ بات سچ ثابت ہوئی۔

(۴) اُسی وقت نبی ﷺ اور علیؓ کا آہ وبکا، گریہ وماتم شروع کردینا اور نعرے لگانے لگنا۔ غرض ہر چیز جس سے آپ ﷺ نے روکا تھا خود کرنے لگنا۔

(۵) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دشتِ کربلا میں انبیاؑ کی بیویوں کو ساتھ لے کر آنا اور شہادت کی جگہ کو آستین سے صاف کرنا اور فرمانا کہ حسین میرا بیٹا یہاں سر دے گا۔

حضرت جبرئیلؑ کا خبر دینا کہ آپ کی پوری اُمّت ایسی ماتم داری کرے گی کہ صفت بیان نہیں ہوسکتی۔ اس طرح سے ساری وہ باتیں جن پر آج نکیر کی جاتی ہے زبانِ نبوت سے ثابت ہوگئیں، سبحان اللہ۔ "دین اتحاد" میں علی رضی اللہ عنہ کو مرکزی حیثیت دے دی گئی ہے اس لئے اصحابِ کمال باقی خلفاء کی کچھ زیادہ قدر نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو:

پیرانِ کامل کے اس خرقہ کی ابتداء شبِ معراج سے ہوئی

پھر کچھ خرقہ کا ذکر ہونے لگا آپ نے

زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شب معراج میں خرقہ ملا تھا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا تھا کہ میں نے اپنے پروردگار سے خرقہ پایا ہے مجھکو حکم ہے کہ میں اس کو تم میں سے کسی کو دوں اب میں تم سے ایکبات پوچھتا ہوں۔ جو شخص تم میں سے جواب باصواب دیگا میں یہ خرقہ اُسے دونگا۔ اول اپنے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکر اگر میں یہ خرقہ تجھکو دوں تو تو کیا کریگا کہا یا رسول اللہ میں صدق اختیار کروں اور خدا کی بندگی کروں اور جو کچھ میرے پاس مال و منال ہو وہ سب اللہ کی راہ میں دوں پھر آپ نے حضرت عمر رضہ سے پوچھا کہا میں عدل کروں اور بندگان خدا کے ساتھ انصاف کروں اور مظلوموں کی داد دوں پھر آپ نے حضرت عثمان رضہ سے پوچھا کہا میں ایکدوسرے میں اتفاق کی کوشش کروں اور جو حق بات ہو اس کو بجا لاؤں اور حیا اور سخاوت اختیار کروں پھر آپ نے حضرت علی رضہ سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں پردہ پوشی کروں اور خدا تعالے کے بندوں کا عیب چھپاؤں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی رضہ لے یہ خرقہ میں نے تجھکو دیا مجھکو حضرت عزت کا فرمان بھی یہی تھا کہ جو تیرے یاروں میں سے یہ جواب دے اسی کو یہ خرقہ دیجیو۔ یہ حکایت ختم کر کے شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور بیہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو یہ لفظ زبان مبارک پر لائے کہ معلوم شد درویشی پردہ پوشی ست۔ یعنی یہ بات معلوم ہوئی کہ درویشی کے معنی یہی ہیں کہ بندگان خدا کی پردہ پوشی کرے۔

(راحۃ القلوب صفحہ ۱۳۸ ملفوظات خواجہ فرید گنج شکر، مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاء مترجم غلام احمد بریاں مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۶ء)

مسلم کی صحیح حدیث میں یہ تو آ گیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شبِ معراج میں مجھے تین چیزیں عطا فرمائیں۔

(۱) پانچ وقت کی نماز کا حکم

(۲) خواتیم سورۃ البقرۃ

(۳) امتِ محمدیہ کے اُن لوگوں سے جنہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو گا ہلاک کر ڈالنے والے گناہ بھی معاف کر دیئے جائیں گے۔

ان تین باتوں کا تو ذکر ہے مگر یہ کہ آپ ﷺ کو خرقہ (گدڑی) بھی ملی تھی، اس کا ذکر رہ گیا۔ انہی باتوں کی وجہ سے تو امام مسلمؒ نے صوفیاء کے متعلق وہ بات کہی ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

خواجہ فرید الدین کا اپنے دادا پیر خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے کشف قبور کا واقعہ بیان کرنا کہ کس طرح اُن کے پر دادا پیر خواجہ عثمان ہارونی نے قبر میں پہنچ کر فرشتوں کی مار سے اپنے مُرید کو بچایا:

تیسرا شیخ

الاسلام نے فرمایا کہ شیخ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز کی یہ رسم تھی کہ جو کوئی ہمسایہ میں سے اس دنیا سے نقل کرتا اُسکے جنازہ کے ساتھ جاتے اور خلق کے لوٹ جانے کے بعد اُسکی قبر پر بیٹھتے اور جو دعا کہ اُس وقت میں پڑھنے کی ہیں پڑھتے پھر وہاں سے آتے۔ چنانچہ اجمیر میں آپکے ہمسایوں میں سے ایک نے انتقال کیا دستور کے موافق جنازہ کے ساتھ گئے جب اُسکو دفن کر چکے خلق لوٹ آئی اور خواجہ وہاں ٹھہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد آپ اُٹھے شیخ الاسلام قطب الدین فرماتے ہیں کہ میں آپکے ساتھ تھا میں نے دیکھا کہ دمبدم آپ کا رنگ متغیر ہوا پھر اُسی وقت برقرار ہو گیا جب آپ وہاں سے کھڑے ہوئے تو فرمایا الحمد للہ بیعت بڑی اچھی چیز ہے شیخ الاسلام قطب الدین اوشی رحمۃ نے اس کیفیت سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب اس کو لوگ دفن کر کے چلے گئے تو میں بیٹھا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے آئے اور چاہا کہ اس کو عذاب کریں اُسی وقت شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز ظاہر ہوئے اور کہا کہ یہ شخص میرے مریدوں میں سے ہے۔ جب خواجہ عثمان رح

نے یہ کہا تو فرشتوں کو فرمان ہوا کہ کہو یہ تمہارے برخلاف تھا۔ خواجہ نے فرمایا بیشک اگرچہ یہ برخلاف تھا مگر چونکہ اسنے اپنے آپ کو اس فقیر کے پلے سے باندھا تھا تو میں نہیں چاہتا کہ اسپر عذاب کیا جائے فرمان ہوا کہ اے فرشتو شیخ کے مرید سے ہاتھ اٹھاؤ میں نے اس کو بخشدیا۔ پھر شیخ الاسلام آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے کہ اپنے آپ کو کسی کے پلے سے باندھنا بہت ہی اچھی چیز ہے

(نوٹو: راحۃ القلوب ملفوظات خواجہ فرید گنج شکر صفحہ ۱۶۳ مرتبہ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی مترجم غلام احمد بریاں مطبع مجتبائی دہلی)

…ہے پیرانِ کامل کی قدرتِ تصرف۔ دنیا ہی میں نہیں، برزخ اور آخرت میں بھی وہ اپنے مریدوں کی …گیری کرتے ہوئے فرشتوں کی مار سے اُن کو بچاتے ہیں۔ کسی کے پلّے سے اپنے آپ کو باندھ لینا کس …در ضروری چیز ہے۔

آخر میں حضرت خواجہ فرید گنج شکر کا بیان کردہ ایک واقعہ خواجہ بدر اسحاق کی کتاب اسرار الاولیاء …سے ملاحظہ فرمایئے اور پیر کامل کا زندگی اور موت پر اختیار دیکھئے:

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مُردہ کو زندہ کر دینا۔

پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش خواجہ قطب الدین بختیار چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ حضرت یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اب سلوک کا مرتبہ تمام ہوگیا اور یہ شخص کمال کو پہونچگیا فرمایا اگر وہ کسی مردہ پر دم کرے تو وہ مردہ خدا کے حکم سے زندہ ہوجائے تو اُسوقت سمجھ لو کہ وہ کمالیت کو پہونچ گیا۔ پھر آپنے فرمایا کہ اے درویش حضرت خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز اسی محل پر یہ فوائد فرما ہی رہے تھے کہ ایک عورت روتی ہوئی آئی اور قدموں میں سر دیا۔ اور کہا کہ میرا ایک ہی بچہ تھا کہ اُسے بادشاہ نے بیگناہ دار پر کھنچوا دیا خواجہ اُسکی عرضداشت سنکر کھڑے ہوگئے اور عصا ہاتھ میں لیکر اُسکے ساتھ ہولیے آپکے اصحاب بھی آپکے ساتھ ہولیے اور اُس دار کشیدہ لڑکے کے پاس پہونچے ہندو مسلمان کی ایک بھیڑ لگ گئی۔ خواجہ نے کہا الٰہی اگر اسے بیگناہ بادشاہ نے دار پر کھینچا ہے تو اسے زندہ کر دے آپ کہہ ہی رہے تھے کہ وہ لڑکا زندہ ہوگیا اور ساتھ چلنے لگا

یہ کرامت دیکھکر کئی ہزار ہندو مسلمان ہوگئے۔ پھر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا مرد کی کمالیت اِس سے زیادہ نہیں ہے جو خواجگان میں ہے۔

(فوٹو: اسرار الاولیاء ملفوظات خواجہ فرید گنج شکر صفحہ ۱۱۰،۱۱۱ مرتبہ خواجہ بدر الحق، ترجمہ غلام احمد بریاں مطبع مجتبائی دہلی ۱۹۱۶ء)

مردہ کو زندہ کر دینے سے بڑا کمال اور کیا ہوگا۔ سچ کہا خواجہ فرید گنج شکر نے کہ کمال خواجگانِ چشت پر ختم ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ خواجہ فرما ہی رہے تھے کہ وہ شخص (پیر) کامل ہے جو کسی مُردے پر دم کر دے اور مُردہ خدا کے حکم سے زندہ ہو جائے کہ کمال کے امتحان کا وقت آگیا۔ اور خواجہ امتحان میں پورے اُترے، مُردہ ہندو لڑکے کو زندہ کر دکھایا۔

اب خانوادہ چشت کے تاجدار خواجہ نظام الدین اولیاء کا حال سُنئے:

کتاب کا نام "فوائد الفواد" مرتب کرنے والے خواجہ حسن علا سنجری المعروف بخواجہ حسن دہلوی خواجہ کا پورا بیان تو بنوری صاحب کے والد صاحب کے تلاشِ پیر کامل کے سفر میں بارگاہِ سلطانِ اولیاء کے مقام پر آئے گا مگر کچھ باتیں سُنتے چلیئے:

شیخ عبد القادر جیلانی کی خانقاہ کی شان میں بے ادبی کا انجام

کچھ دیر مشائخ کبار اور ابدال کے مقابلے میں ان کی ترقیٔ درجات کا ذکر رہا۔ آپ نے فرمایا ایک شخص حضرت شیخ عبد القادر گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ خانقاہ کے دروازے پر پڑا ہے اور اس کے ہاتھ پائوں ٹوٹے ہوئے اور خراب حالت میں ہیں۔ آنے والا شخص حضرت شیخ عبد القادر گیلانی کی خدمت میں پہنچا اور اس نے دروازے پر پڑے ہوئے اس آدمی کا ذکر کیا۔ اور حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا۔ خاموش رہو اس نے بے ادبی کی ہے۔ آنے والے شخص نے پوچھا کہ حضرت اس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ حضرت شیخ نے فرمایا، کہ وہ ابدال میں سے ہے۔ کل اس قوتِ پرواز کے مطابق کہ ابدال کو بخشی گئی ہے، وہ اپنے دو ساتھیوں کی معیت میں ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب وہ تینوں اس خانقاہ کے اُوپر

پہنچے تو اس کا ایک ساتھی اڑتے ہوئے خانقاہ سے ایک طرف ہٹ گیا اور ادب کے طور پر خانقاہ کی دائیں جانب سے نکل گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھی اُڑتا ہوا خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا۔ اس نے بے ادبی سے خانقاہ کے اوپر سے گزرنا چاہا۔ لہذا نیچے گر گیا۔

(فوٹو: فوائد الفواد ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء صفحہ ۴۵،۴۶ مرتبہ خواجہ حسن دہلوی ترجمہ پروفیسر محمد سرور صاحب علماء اکیڈمی، اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۳ء)

معلوم ہوا کہ ابدال فلک پیما اور ہوا باز ہوا کرتے تھے۔ کاش یہ اس زمانے میں بھی موجود ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے ملاقات کا شرف بخشے۔ باقی اس ملک پاکستان کو ایسے ہوا بازوں کی سخت ضرورت ہے جو ہوائی جہاز کے محتاج نہ ہوں اور چشم زدن میں لاہور سے اُڑ کر اجمیر پہنچ جائیں۔

محبّت نام مستی کا

خواجہ حسن دہلوی نے کہا:

اسی اثنا میں اولیائے حق اور ان کے کمالِ محبت کا ذکر چلا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا: کل قیامت کے دن حشر کے میدان میں معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو لایا جائے گا۔ اور وہ یوں نکل آئیں گے۔ جیسے کوئی حد سے زیادہ مست ہو خلقت انہیں دیکھ کر حیران ہو جائے گی۔ اور پوچھے گی یہ کون ہیں! پھر وہ یہ آواز سنے گی کہ یہ ہماری محبت میں مست ہے۔ اسے معروف کرخی کہتے ہیں۔ اس وقت معروف کرخی کو یہ حکم ہوگا کہ بہشت میں چلو۔ وہ کہیں گے میں نہیں جاتا۔ میں نے تیری بہشت کے لیے پرستش نہیں کی۔ بعد ازاں فرشتوں کو حکم دیا جائے گا۔ کہ انہیں نور کی زنجیروں میں جکڑ کر کھینچتے کھینچتے بہشت میں لے جاؤ۔

(فوٹو: فوائد الفواد ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء صفحہ ۳۵۳ مرتبہ خواجہ حسن دہلوی ترجمہ پروفیسر محمد سرور صاحب علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب، لاہور مطبوعہ ۱۹۷۳ء)

یہ میدان محشر کی خبریں سُنانا یا تو ذاتِ خداوندی کی طرف سے ہوسکتا ہے یا اس کا کوئی نمائندہ ہی کل کی بات اس اعتماد کے ساتھ بیان کر سکتا ہے۔ آپ نے حضرت معروف کرخی کا بے نیازی سے بھرپور بانکپن بھی دیکھا۔ اگر وہ فرشتوں کے قابو میں بھی نہ آئے تو کیا ہوگا؟

وہی آزمائشی کلمہ جو خواجہ معین الدین چشتی نے استعمال کیا تھا:

خواجہ نظام الدین اولیاء نے

> زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ شیخ کا فرمان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی طرح ہوتا ہے۔
>
> اس وقت آپ نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک شخص شیخ شبلی کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ شیخ شبلی نے کہا کہ میں اس شرط پر تمہیں مرید بنانا قبول کروں گا۔ کہ جو میں حکم دوں تم وہ کرو گے۔ مرید نے کہا کہ میں ایسا کروں گا۔ شبلی نے اس سے پوچھا کہ تم کلمہ طیبہ کیسے پڑھتے ہو؟ مرید نے کہا میں اس طرح پڑھتا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ شبلی کہنے لگے کہ اب اس طرح پڑھو۔ لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید نے فی الفور اسی طرح پڑھ دیا۔ بعد ازاں شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شبلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ اور اللہ کے رسول وہی ہیں میں تیرے اعتقاد کا امتحان کر رہا تھا

(فوٹو: فوائد الفواد ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء صفحہ ۴۰۴ مرتبہ خواجہ حسن دہلوی۔ ترجمہ پروفیسر محمد سرور صاحب علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب لاہور مطبوعہ ۱۹۷۳ء)

یہ ایک پیٹنٹ آزمائشی کلمہ ہے۔ پرانے زمانہ میں بھی استعمال کیا گیا اور آج بھی اس کا استعمال جاری ہے۔ حکیم الامّت اشرف علی تھانوی صاحب نے "تکشف" میں تھانہ بھون کے پیر صادق صاحب کے متعلق لکھا ہے وہ کلمۂ لا الہ الا اللّٰہ صادق رسول اللہ کو آزمائش کے طور پر استعمال فرماتے تھے۔ اور پھر چشتی رسول اللہ اور شبلی رسول اللہ پڑھوانے والوں کی طرح اس کے بعد معذرت بھی نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ کلمہ بالکل صحیح تھا صرف یہ ہوا تھا کہ صادق رسول اللہ میں خبر مقدم اور مبتداء مؤخر ہو گیا تھا۔ اس طرح سے حکیم الامّت اشرف علی تھانوی کے فرمانے کے بموجب کلمہ کچھ یوں بنتا ہے:

لا الہٰ الا اللہ رسولُ اللہ صادق، یہ تبدیلی کیا بڑی بات ہے۔ یہ کلمہ کے دوسرے جزء میں تھوڑا سا ردّ و بدل ہے۔ امام غزالی نے تو کلمہ کے پہلے جزء ہی کو "لا ھو اِلّا ھو" میں تبدیل کر دیا۔

پھر نہ تو زمین روئی اور نہ آسمان نے آنسو بہائے۔

پیر کے سامنے سر جھکا کر سجدہ کرنے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔

خواجہ نظام الدین اولیاء کی بارگاہ میں:

پھر کچھ دیر اس بارے میں گفتگو رہی کہ مرید حضرت مخدوم کی خدمت میں آتے ہیں اور آپ کے سامنے سر زمین پر رکھتے ہیں. حضرت خواجہ نے ـــــ اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے. فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو اس سے منع کروں لیکن چونکہ میں نے خود اپنے شیخ (شیخ الاسلام فرید الدین) کے سامنے اسی طرح کیا ہے. اس لیے میں منع نہیں کرتا، اس پر بندے نے عرض کیا کہ وہ لوگ جو حضرت مخدوم کی ذات سے وابستہ ہیں وہ آپ کے ارادت مند ہیں اور آپ سے انہوں نے بیعت کی ہے. تو ان کی یہ ارادت وبیعت عبارت ہے، پیر کے ساتھ عشق ومحبت سے پس جہاں عشق ومحبت ہوگی وہاں زمین پر سر رکھنا ایک سہل سا کام ہے. حضرت خواجہ نے ـــــ اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے میری اس بات کی موافقت میں فرمایا. کہ میں نے حضرت شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا ہے کہ ایک دفعہ ایک راستے میں شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ ایک گھوڑے پر سوار جا رہے تھے. سامنے سے ایک مرید آ گیا. وہ مرید پیدل تھا اس نے شیخ ابوسعید ابوالخیر کے زانو کو بوسہ دیا. شیخ نے فرمایا کہ اس سے نیچے بوسہ دو. اس نے شیخ کے پاؤں کو بوسہ دیا. شیخ نے کہا اور نیچے، مرید نے گھوڑے کے زانو کو بوسہ دیا. شیخ نے فرمایا اور نیچے، مرید نے گھوڑے کے سم کو بوسہ دیا. شیخ نے کہا اور نیچے، مرید نے زمین کو بوسہ دیا. اس وقت شیخ نے فرمایا کہ میں نے جو تمہیں اور نیچے اور نیچے بوسہ دینے کو کہا تو اس سے میرا مقصد یہ

نہ تھا کہ تم زمین کو بوسہ دو۔ میرا اس سے مقصد یہ تھا کہ تم جتنا نیچے جاؤ گے اتنا ہی تمہارا درجہ بلند ہو گا.

(فوٹو: فوائد الفواد ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء صفحہ ۴۳۰ مرتبہ خواجہ حسن دہلوی۔ ترجمہ محمد سرور صاحب علماء اکیڈمی اوقاف پنجاب لاہور مطبوعہ ۱۹۷۳ء)

فنافی اللہ ہونے کے لئے بعض صوفیاء سرپٹ جانا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ تدریجاً چلتے ہیں۔ پہلے فنافی الشیخ، پھر فنافی الرسول، اور پھر فنافی اللہ۔ یہ سجدۂ تعظیمی، یہ پابوسی، فنافی الشیخ کی تکمیل کے لئے کی جاتی ہے۔ سجدۂ تعظیمی کے انکاری کہاں ہیں اُنہیں آواز دو، اور انہیں خواجہ حسن سنجری کا یہ شعر بھی سناؤ کہ

کافراں سجدہ کہ بر رُوئے بتاں می کردند ؎
ہمہ رُو سوئے تو بود و ہمہ سو رُوئے تو بود

(ترجمہ) کافروں نے اگر بتوں کے سامنے سجدہ کیا تو کیا ہوا۔ ہر رُخ تیری طرف تھا اور ہر سمت میں تیرا رُخ تھا۔

علمِ قرآن وحدیث اور دینِ طریقت میں باپ مارے کا بیر ہے

خواجہ نظام الدین اولیاء کا ذکر ہو رہا ہے:۔

الغرض خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے یہ حکایت فرمائی اور آنکھوں مین آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ پیران راہ مین سے ایک پیر تھا اور اس کا بیٹا محمد نامی صاحب علم اور مرد اہل تھا جب اُسنے چاہا کہ مین عالم طریقت مین آؤن تو اُسنے اپنے باپ سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ درویش بنون اُسکے باپ نے کہا کہ پہلے تو ایک چلہ کر اُسنے کہا بہت اچھا باپ کے فرماتے ہی چلہ مین بیٹھ گیا جب وہ تمام ہوا تو باپ کیخدمت مین آیا باپ نے اس سے چند مسائل پوچھے اُسنے سب کا جواب دیا باپ نے کہا ایک چلہ اور کر دیہ چلہ تمہارے لیے سود مند نہین ہوا اُس نے ایک چلہ اور کیا پھر باپ کی خدمت مین آیا باپ نے اُس سے پھر چند مسئلے پوچھے اُسنے کچھ کچھ اُنکا جواب دیا باپنے کہا بیٹا ایک چلہ اور کر دو پھر اُسنے تیسرا چلہ پورا کیا اور باپ کیخدمت مین آیا اور اُس نے کچھ مسائل پوچھے وہ لڑکا حق مین ایسا مشغول ہو گیا تھا کہ کسی کا بھی کچھ جواب نہ دے سکا:

(فوٹو: فوائد الفواد (حصہ دوم) ملفوظات نظام الدین اولیاء صفحہ ۱۹۵ مرتبہ خواجہ حسن دہلوی۔ ترجمہ غلام احمد بریاں مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۹۱۶ء)

قرآن وحدیث دینِ طریقت کے لئے وبالِ جان ہیں جب تک اُن سے پیچھا نہ چھڑا لیا جائے اس وقت تک راہِ طریقت کی رہ نوردی ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (فاطر ۲۸)

(اللہ سے تو صحیح معنوں میں اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں)

اور 'دینِ اتحاد' کے یہ نمائندے اُس کے دشمن بن جائیں۔ خواجہ نظام الدین اولیاء بھی فرماتے ہیں کہ اگر کار ہے تو مشغولی حق ہے باقی سب چیزیں اس دولت کی مانع ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو کتابیں میں نے پڑھی ہیں اگر ان میں سے کسی وقت کچھ دیکھتا ہوں تو مجھ پر ایک وحشت ظاہر ہوتی ہے۔ میں اپنے جی میں کہتا ہوں کہ میں کہاں آپڑا۔

(ترجمہ: صفحہ ۲۰۵ فوائد الفواد جلد سوم ملفوظات نظام الدین اولیاء مرتبہ خواجہ حسن دہلوی ترجمہ غلام احمد بریاں)

خواجہ نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی قرآن وحدیث کے عالم تھے مگر جب اس کوچۂ طریقت میں قدم رکھا تو اس علم سے وحشت ہونے لگی، سچ ہے قرآن وحدیث کے دین اور طریقت کے دین میں سفیدی اور سیاہی کا فرق اور صبح وشام کا تباین ہے۔ اس حقیقت کے باوجود ظلم دیکھئے کہ کہا جاتا ہے کہ اس برصغیر ہندو پاکستان میں اسلام ان حضرات کے ذریعہ پہنچا ہے۔ کیا خوب !

یہ ہیں مشہور بزرگان چشت کے حالات جو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں کہ یہ سارے کے سارے حضرات دین اتحاد کے پیروکار ہی نہیں بلکہ اس کے علمبردار تھے۔ اور انہوں نے اپنی مسلسل کوششوں سے وہ حالات پیدا کر دئے کہ کسی شخص کا اس دینِ طریقت کے اثرات سے بچ نکلنا ممکن نہ رہا۔ آج جو عرسوں، میلوں، نذر و نیازوں، سجدہ ہائے تعظیمی، علَم اور تعزیوں، قبروں اور آستانوں، مراقبوں اور مشاہدوں والا دین اس ملک میں رائج ہے اُس میں ان حضرات کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ بہر حال، جو ہونا تھا ہو چکا، اب اصلاحِ حال کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ دنیا کو پوری طرح کھول کر بتایا جائے کہ اس دینِ طریقت اور اصل دینِ اسلام میں جو قرآن وحدیث کے اندر ہے، کیا فرق ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو تیار کر کے جمع کیا جائے جو قرآن وحدیث کے دینِ خالص کے ماننے والے بن کر

اُٹھیں اور اس دینِ اتحاد کی دھجیاں اڑا دیں۔ پھر کہیں اللہ کی وہ رحمت متوجہ ہو گی جس نے صدیوں سے منہ پھیر لیا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ یہ راستہ سخت کٹھن اور انتہائی جرأت آزما راستہ ہے لیکن اس سے مفر نہیں۔ آج بھی اگر یہ کام نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی جواب بن نہ پڑے گا۔ غضب ہے کہ ہر حق، ناحق بنا ڈالا گیا۔ اور ہر ناحق اُبھرا اور چھا گیا۔ حرام، حلال ہو گیا، اور حلال پر قدغنیں لگا دی گئیں۔

قرآن کی تنزیل کا مطالعہ کیجئے تو نظر آئے گا کہ ہمیشہ اصلاح کے لئے پہلا قدم یہی رہا ہے کہ باطل عقائد پر سب سے پہلے ضرب لگائی جائے اور پوری طرح سے اُن کا پول کھول ڈالا جائے۔ تیرہ[۱۳] سال کی مکّی زندگی میں مشرکینِ عرب کا کوئی باطل عقیدہ ایسا نہ تھا جس سے تعرض نہ کیا گیا ہو ایسے ہر ہر عقیدہ کی سفاہت، اُس کا فساد واضح کر کے اس کی جگہ پر عقیدہ حق کی برکتوں سے روشناس کروایا گیا اور جب ہجرت کے بعد مدینہ میں اہل کتاب سے سابقہ پیش آیا تو سورۃ البقرہ، آلِ عمران، النساء، المائدہ کے ذریعہ اہل کتاب کے عقائد کا تیا پانچا کر ڈالا گیا آج بھی یہی کام ہونا چاہیئے۔ یہ "اتحادِ ثلاثہ" اگر پارہ پارہ نہ کیا گیا تو یہ موجودہ بے آبروئی نہ جائے گی، اور انجامِ کار جہنّم کی آگ سے بچنا ممکن نہ ہو سکے گا۔ اِس لئے وقت آ گیا ہے کہ کھول کر بے دھڑک اعلان کیا جائے کہ یہ "دین اتحاد" توحیدِ قرآنی کا مقابلہ کرنے کے لئے ایجاد کیا گیا ہے اور آج تک کوئی صوفی ایسا نہیں گذرا جو "اتحادی" نہ ہو۔ یہ وہ دین ہے جس نے شرک و بدعت کو سندِ جواز دی ہے۔ طبیب کا رُوپ دھار کر بیمار کو اپنے ہاتھ سے زہر پلایا ہے۔ گمراہی کو خوش نما بنانے کیلئے اصطلاحات کا ایک جنگل تیار کیا ہے اور خالق و مخلوق، عبد و معبود کو ایک دوسرے میں سمو کر بے حساب ایسی مرکب ذاتیں پیدا کی ہیں جنہوں نے اپنی اپنی گدّی سنبھالی ہے اور پھر یہ خدائی میراث باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی رہی ہے۔ اِن کی محفلوں میں قرآن وحدیث کے بجائے کشف و کرامات، مراقبہ و مشاہدہ، وصل و ہجر، سُکر و صحو کی آوازیں گونجتی رہی ہیں۔ اور اگر کبھی انہوں نے قرآن وحدیث کا نام لیا بھی ہے تو صرف اپنے دینِ اتحاد کی مخصوص اصطلاحات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے جیسے وحدت الوجود کے ثبوت کے لئے اُس حدیثِ قُدسی کو استعمال کیا گیا جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "میں اپنے بندہ کی سماعت و بصارت بن جاتا ہوں، اُس کے ہاتھ و پیر بن جاتا ہوں" اور

ایسا کرتے ہوئے حقیقت ومجاز کے سارے تقاضوں کو پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ اسی طرح جب اپنی اصطلاحات سکر وصحو کے ثابت کرنے کا موقع آیا تو یہود ونصاریٰ اور مشرکین ومنافقین کی طرف سے انبیاء پر لگائے ہوئے جھوٹے الزامات کو سچا مان کر ان خود ساختہ اصطلاحات کا ثبوت بہم پہنچایا گیا۔ جیسے علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش نے " کشف المحجوب " نامی اپنی کتاب میں حضرت داؤد علیہ السلام اور نبی ﷺ کی عصمتوں پر لگائے ہوئے جھوٹے الزامات کو جوں کا توں مان لیا اور ثابت کر دکھایا کہ یہ سب سکر وصحو کی کرشمہ کاریاں تھیں۔

بائیبل میں جو عیسائیوں اور یہودیوں کی کتابِ مقدس مانی جاتی ہے لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اُوریاہ حتّیِ (URIAH-HITTITE) کی بیوی کو اپنے محل کی چھت پر سے برہنہ نہاتے ہوئے دیکھ لیا اور اُس پر عاشق ہوگئے، پھر اس کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا اور جب وہ حاملہ ہوگئی تو انہوں نے اُوریا حتّی، اُس کے شوہر کو بنی عمون کے مقابلہ پر جنگ میں بھیج دیا اور فوج کے سالارِ اعلیٰ کو حکم دیا کہ اس کو ایسی جگہ مقرر کرے جہاں وہ زندہ نہ بچ سکے اور جب وہ مارا گیا تو داؤد علیہ السلام نے اس کی بیوی سے باقاعدہ شادی کر لی اور شادی کے بعد اُس کے پیٹ سے سلیمان علیہ السلام چھ مہینہ سے بھی کم مدت میں پیدا ہوئے۔ معاذ اللہ یہ جھوٹے الزام یہودیوں نے اپنے دو محسن پیغمبروں، داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر لگا کر اپنی کتابِ مقدس میں قیامت تک کے لئے ثبت کر دیئے ہیں۔

(بائیبل کتاب سموئیل دوم باب ۱۱۔۱۲)

اور وہ دوسرا الزام جو یہودِ مدینہ، منافقین اور مشرکین عرب نے نبی ﷺ کی آبرو پر لگایا وہ یہ تھا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (جو نبی ﷺ کی سگی پھوپھی زاد بہن تھیں) جب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو نبی صلعم نے بھی اُن کو برہنہ دیکھ لیا اور عاشق ہوگئے (نعوذ باللہ) پھر حضرت زیدؓ سے طلاق دلوائی اور اپنے نکاح میں لے آئے۔ علی ہجویری صاحب نے " کشف المحجوب " کے اندر ان دونوں الزامات کو جو داؤد علیہ السلام اور محمد ﷺ پر کافروں اور منافقوں نے لگائے تھے صحیح مان کر اپنے نظریہ صحو (ہوش مندی) اور سکر (مدہوشی) کو ثابت کر دکھایا۔ ملاحظہ فرمایئے:

صحو و سکر کی جہنّم زاریاں

> تو جب فعل حق مضاف ہو بندہ کی طرف تو بندہ بخود قائم ہوتا ہے۔ اور جب بندہ کا فعل حق کی طرف مضاف ہو تو بندہ بحق قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ داؤد علیہ السلام کی نظر مبارک وہاں پڑی۔ جہاں پڑنی نہ چاہیے تھی۔ یعنی ایک عورت پر جو اوریا کی عورت تھی۔ جسے دیکھا وہ ان پر حرام تھی۔ اور جب بندہ بحق قائم ہو گیا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر تو آپ کی بھی پڑی اس طرح زید کی بیوی پر۔ مگر وہ بیوی زید پر حرام ہو گئی۔ اس لیے کہ نظر جو داؤد علیہ السلام کی تھی۔ وہ محل صحو میں تھی اور یہ نظر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یہ محل سکر میں تھی۔

(فوٹو: کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۳۴۹ مصنفہ علی ہجویری المعروف بداتا گنج بخش لاہوری)

کوئی تو بتائے کہ آخر یہ سب کچھ ہے کیا؟ کیا انبیاء کی ذاتیں بھی معصوم نہ رہیں گی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان حضرات ہی کے ذریعہ تو اس برّصغیر میں دین پھیلا ہے۔ ہاں، دین تو ضرور پھیلا مگر وہ قرآنی دین نہیں جو نبی ﷺ لائے تھے بلکہ وہ "اتحادی دین" جس نے اللہ کی اس زمین پر ہزاروں اور لاکھوں مرکّب ذاتیں، اقدارِ مشترکہ کی شکل میں پیدا کر ڈالیں، جو کبھی عروج کر کے الٰہ بنیں، اور کبھی بندہ کے مقام تک نزول فرما کر بندگی کرنے لگیں۔ قرآن اور حدیث کے علم کو اگر وہ آگے لے کر چلے ہیں تو اس لئے کہ دین حق کو تفسیر اور تشریح کے ذریعہ دین اتحاد ثابت کر دکھائیں اور آج اُسی "اتحادی دین" کی دُھوم مچی ہوئی ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان میں کتنے حضرات ایسے ہیں جنہوں نے اللہ کے دین کی مدافعت کی ہے اور اس سلسلہ میں بادشاہانِ وقت سے ٹکر لی ہے۔ اس سے انکار نہیں کہ بادشاہانِ وقت سے تصادم ہوا ہے۔ مگر دین اللہ کی مدافعت کے بجائے اپنی قدرِ مشترک کے دفاع کے لئے یہ پاپڑ بیلے گئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے توحیدی دین پر یقین ہی نہیں رکھتے وہ اس کے لئے سر دھڑ کی بازی کیا لگائیں گے۔

اتحادی دین کی ایجاد کے بعد اس کے دباؤ کا یہ حال رہا ہے کہ گذشتہ صدیوں میں بہت کم ایسے علم

والے ملیں گے جو پوری طرح قرآنی توحید کی ترجمانی کر پائے ہوں۔ رہا یہ برّصغیر تو یہاں ایک بھی ایسا عالم نہیں گذرا ہے جو اس اتحادی فلسفہ سے متاثر نہ رہا ہو۔ اسی لئے اس ملک میں جو گروہ کم سے کم عقیدہ کے فساد میں مبتلا ہے اس میں بھی اتحادی فلسفہ کی وجہ سے عقیدہ کی دو صریح خرابیاں موجود ہیں، ہرچند کہ اس گروہ نے دوسری ساری شریک ٹھیرائی جانے والی ہستیوں سے تو پیچھا چھڑا لیا مگر نبی ﷺ کے متعلق یہی عقیدہ رکھا کہ وہ وفات کے بعد بھی قبر میں زندہ ہیں اور اگر کوئی وہاں پہنچ کر درود و سلام پڑھے تو سُنتے ہیں اور اس کے لئے انہوں نے اُس جھوٹی اور موضوع (گھڑی ہوئی) روایت کو دلیل بنایا جس میں محمد بن مروان سُدی صغیر صاحب الکلبی موجود ہے اور جس کو سارے محدّثین نے کذّاب اور وضّاع کہا ہے، اور امام عقیلی نے اس روایت کو بیان کرنیکے بعد لکھا ہے کہ **لا اصل لہ**، اور دوسرا فاسد عقیدہ اس گروہ کا یہ ہے کہ کچھ خاص ملائکہ اس کام کے لئے مقرر ہیں کہ لوگوں کے پڑھے ہوئے درود و سلام کو نبی ﷺ تک براہ راست پہنچائیں۔

ان کے اس عقیدہ کی دلیل وہ روایت ہے جس کا اصل راوی "زاذان" رافضی ہے اور جس نے اپنے اس فاسد عقیدہ کو کہ رافضی مومنین کے اعمال اُن کے بارہ[۱۲] ائمہ معصومین کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اس روایت کے ذریعہ اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح سے وہ دو[۲] فاسد عقیدے جو محمد ﷺ کو خدائی صفات کا حامل قرار دیتے ہیں اس ملک کے سب سے بہتر عقیدہ رکھنے والے گروہ میں بھی موجود ہیں۔ پہلا عقیدہ نبی ﷺ کو 'الحیّ' قرار دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ آپ ﷺ کو موت نہیں آئی اور اس طرح قرآن اور حدیث کی اُن ساری نُصوص کی نفی کرتا ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے لئے بھی موت ہے اور وفات پا جانے کے بعد کسی کے لئے سُننا ممکن نہیں ہے اور یہ بات کہ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (اور مرنے والوں اور اس دنیا کے درمیان ایک آڑ ہے قیامت کے دن تک (المومنون) اور موت آجانے کے بعد قیامت کے دن ہی پھر زندہ ہو کر اُٹھنا ہوگا۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُوْنَ (المومنون) (یعنی مرنے کے بعد) پھر تم لوگ قیامت ہی کے دن دوبارہ زندہ اٹھائے جاؤ گے (المومنون) رہا دوسرا عرض اعمال درود و سلام کا عقیدہ تو

یہ بعض اعمال میں نبی ﷺ کا ذاتِ الٰہی سے اشتراک اور ذاتِ الٰہی کی جُزوی معطّلی کی غمازی کرتے ہوئے "لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ" کا انکاری ہے۔

یہ بات حق ہے کہ اِس ملک کی دینی تاریخ مکمّل نہ ہوگی جب تک حضرت عبدالحق محدّث دہلوی صاحب کا معاملہ بھی سامنے نہ آجائے۔ کیونکہ آپ ہی حدیثوں کی مشہور کتاب مشکوٰۃ کے شارح ہیں اور آپ نے اس دینِ اتحاد کو اپنی تحریروں کے ذریعے بے انتہا تقویت پہنچائی ہے۔ آپ کی مشہور تصنیف "مدارج النّبوۃ" کے مقدمہ کا پہلا صفحہ کھولتے ہی نظر آتا ہے:۔

حضورؐ کی شانِ اوّلیت

اب رہا یہ امر کہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسمِ صفت "اوّل" کیسے ہے؟ تو یہ اوّلیت اسی بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق؛ موجودات میں سب سے اوّل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا ہے۔ یہ کہ آپ مرتبۂ نبوت میں بھی اوّل ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ (میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر میں ہی تھے)

(فوٹو: خود نوشت مقدمہ مدارج النبوۃ مصنفہ عبدالحق محدّث دہلوی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ، کراچی)

یہاں بھی وہی اتحادی فلسفہ کام کر رہا ہے اور اس کو ثابت کرنے کے لئے دو موضوع (گھڑی ہوئی) روایتوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ دراصل کہنا یہ ہے کہ نبی ﷺ نور کے ہیں اور آپ کا یہ نور ذاتِ خداوندی کا ایک ٹکڑا ہے اور آپ کے ہم عصر مجدد الف ثانی کے بیان میں گزر چکا ہے کہ کسی اور کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اسطرح سے سب سے پہلے نبی ﷺ کا ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ اتّحاد ثابت کر کے اُمتیوں کے لئے اس راہ کو کھول دیا گیا۔ حالانکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ آپ ﷺ اولادِ آدم میں سے ہیں اور جب آدم علیہ السلام کا پُتلا بنا کر اس میں پھُونک ماری گئی تو اس وقت فرشتے اور ابلیس سب موجود تھے، اور اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ صفتِ علم میں آپ ﷺ کو اللہ کے برابر کا شریک ٹھیرا دیا گیا۔ ملاحظہ ہو:۔

ہر شئی کے جاننے والے

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (وہی ہر شے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بلاشبہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے ہے۔ کیونکہ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (ہر صاحبِ علم کے اُوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔ علیہ مِنَ الصَّلٰوٰتِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّحِيَّاتِ أَتَمُّهَا وَأَكْمَلُهَا۔

(فوٹو: خودنوشت مقدمہ مدارج النبوۃ مصنفہ عبدالحق محدّث دہلوی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ، کراچی)

اب کوئی چیختا رہے کہ نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ قرآن تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ آپ یہ اعلان کر دیجئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں خیر کی کثرت کر لیتا اور مجھے کسی برائی سے سابقہ پیش نہ آتا (لیکن) میں عالم الغیب نہیں ہوں بلکہ صرف نذیر و بشیر ہوں (الاعراف آیت ۱۸۸)

اتحاد کی یہ راہ کتنی حسین راہ ہے۔ ایک بار اسے ہموار کر لیا جائے پھر اُلوہیت کا تخت اپنا ہے۔ علم واقتدار تصرّف واختیار سب اپنے قبضہ میں۔ اب دیکھئے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کو کس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار نامی کتاب لکھ کر اتحاد کی انتہاء تک پہنچا دیا ہے:

نقل ست کہ چون وی متولد شد در نہار رمضان از پستان مادر شیر نمی خورد و در مردم شہرت گرفت کہ در خانہ بعضے از اشراف پسری متولد شدہ است کہ در روز رمضان شیر نمی خورد

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۶ مطبوعہ مجتبائی مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ: روایت ہے کہ آپ پیدائش کے بعد رمضان کے مہینہ میں دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے حتیٰ کہ سب میں مشہور ہو گیا کہ بعض اشراف کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔

یہ تو تھی شیر خواری کے زمانے میں آپ کی کیفیت جب آپ (عبدالقادر جیلانی صاحب) کچھ بڑے ہوئے تو

نقل ست کہ از آنحضرت پرسیدند از کجا بلز شناختی تو خود را کہ ولی خدائی فرمود کہ دہ سالہ بودم کہ از خانہ بسوی مکتب می بر آمدم و در راہ فرشتگان می دیدم کہ گرداگرد من میرفتند وچون بمکتب میرسیدم می شنیدم کہ صبیان را می گفتند فراخ کنید جای را برولی خدا

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱٦ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ: منقول ہے کہ لوگوں نے آپ سے (شیخ عبدالقادر جیلانی سے) دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ فرمایا کہ دس سال کی عمر تھی جب میں مدرسہ جاتا تو راستہ میں فرشتوں کو اپنے گرد چلتے ہوئے دیکھتا، اور جب مکتب میں پہنچ جاتا تو فرشتوں کو یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچو! اللہ کے ولی کے لئے جگہ کشادہ کرو۔

بڑے ہو کر جب وعظ فرمانے لگے تو تصرّفات کا یہ عالم ہو گیا۔

نقل ست

از مشائخ کہ ہر گاہ کہ شیخ محی الدین عبدالقادر بکرسی برمی آید و می گوید الحمد للہ خاموش می گردد ہر ولی خدائے کہ بر روئے زمین ست حاضر او غائباً و ازین جہت ست کہ این کلمہ را مکرر می گوید و میان آن ساکت می گردد و اولیا و ملائکہ ازدحام می کنند در مجلس او و آنہا کہ در مجلس او حاضر شوند و نشستہ بیشتر اند از آنہا کہ بنمایند یکی

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۲، ۱۳ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی)

شرکائے وعظ مشائخ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رح جب وعظ کے لئے منبر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہتے تو روئے زمین کا ہر غائب و حاضر ولی خاموش ہو جاتا اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرر کہتے اور اس کے درمیان کچھ سکوت فرماتے، بس اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہو جاتا، جتنے لوگ آپکی مجلس میں نظر آتے اُن سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے تھے،

(فوٹو: ترجمہ اخبار الاخیار صفحہ ۳۸ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ سبحان محمود صاحب مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

منبر پر بیٹھ کر ایک الحمد للہ کا کہنا اور روئے زمین کے ہر غائب و حاضر ولی کا خاموش ہو جانا کیا کسی انسان کے بس کی بات ہو سکتی ہے۔ اور پھر ذرا ان مجالس میں تمام زندہ اور مُردہ اولیاء اور انبیاء کی حاضری کا نظّارہ کیجئے:۔

وفرموده اند که جمیع اولیا و انبیا احیاء باجساد و اموات بارواح و جن و ملائکه در مجلس او حاضر می شدند و حضرت حبیب رب العالمین صلی الله علیه وسلم و آله اجمعین نیز از برای تربیت و تائید تجلی می فرمودند و خضر علیه السلام اکثر اوقات از حاضران مجلس شریف می بود و از مشائخ عصر هر کرا ملاقات می کرد وصیت می نمود بملازمت مجلس شریف او و می فرمود من اراد الفلاح فعلیه بملازمة هذا المجلس

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۳ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی)

ترجمہ اردو: مشہور ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیا و انبیا جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے، اسی طرح آپ کی تربیت و تائید کے لئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تجلی فرماتے تھے، علی ہذا اکثر اوقات حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کی جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو وہ اُسے آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے

(فوٹو: ترجمہ اخبار الاخیار صفحہ ۳۹ مترجم مولانا سبحان محمود صاحب استاد الحدیث دار العلوم کراچی مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

سارے زندہ اور مُردہ اولیاء اللہ اور نبی علیہ ﷺ کا حضرت کی مجلس میں حاضر ہونا عجیب بات سہی مگر ایک محدث کو جھٹلانا بھی تو آسان نہیں ہے۔

حضرت عبدالقادر جیلانی صاحب کا اپنی صفات پر سے پردہ اُٹھانا

منم کہ تیغ من بشہورت وقوس من موتور و تیر من رسندہ و نیزہ من سخطاست و اسپ من بی زین ست من آتش سوزان الٰہی ام

من سلب کنندهٔ احوال من دریای بی کرانم من رہنمای وقتم من سخن کنندہ در غیر خودم وقتے دیگر
در حالت بودہ می فرمود منم محفوظ منم ملحوظ ای روزہ داران ای شب بیداران ای کوہ نشینان پست
باد کوہ ہای شما ای صومعہ نشینان منہدم باد صومعہ شما پیش آئید امر خدای را امر ما از خدا است
ای راہ روان ای ابدال ای اوتاد ای پہلوانان ای طفلان بیائید و گیرید فیض ما از دریائے
کہ کران ندارد بعزت پروردگار کہ نیکبختان و بدبختان ہمہ عرض کردہ می شوند بر من و نظر من در لوح
محفوظ است منم غواص دریائے علم و مشاہدہ الٰہی من حجۃ خداوندم بر تمامہ شما و نائب رسول اللہ
و وارث اویم در زمین و نیز فرمودہ است آدمیان را مشائخ اند و پریان را مشائخ و فرشتگان را
مشائخ و من شیخ ہمہ ام

(فوٹو: اخبار الاخیار فارسی صفحہ ۱۴-۱۵ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی)

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں شمشیر برہنہ اور چڑھی ہوئی کمان ہوں، میرا تیر نشانہ پر لگنے والا، میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے، میں عشق خداوندی کی آگ، حال و احوال کا سلب کرنے والا، دریائے بیکراں، رہنمائے وقت اور غیروں سے باتیں کرنیوالا ہوں،
ایک دفعہ آپ نے کیفیت حال میں فرمایا کہ میں ہوں محفوظ اور میں ہوں ملحوظ، اے روزہ دارو، اے شب بیدارو، اے پہاڑوں پر بیٹھنے والو، خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اور اے خانقاہ نشینو، خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز ہو جائیں، حکم خدا کے سامنے آؤ، میرا حکم خدا کی طرف سے ہے، اے رہروان منزل، اے ابدال، اے اقطاب و اوتاد اے پہلوانو، اور اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے فیض حاصل کر لو، عزت پروردگار کی قسم تمام نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے پیش کیے گئے اور میری نظر لوح محفوظ میں جمی ہوئی ہے۔ میں دریائے علم و مشاہدۂ الٰہی کا غوطہ خور ہوں، میں تم سب پر اللہ کی حجت رسول کا نائب اور اس کا دنیا میں وارث ہوں، پھر فرمایا کہ انسانوں کے بھی پیر ہیں، جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں،

(فوٹو: اخبار الاخیار صفحہ ۴۱ مصنفہ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مولانا سبحان محمود صاحب استاد الحدیث دار العلوم کراچی)

شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف بغوث الاعظم کا دوسرا ارشاد

و پروردگار من عزوجل بفضل خود وعدہ کردہ است مرا کہ اصحاب مرا و اہل مذہب و تابعان
طریق مرا و ہر کہ محب من بود در بہشت درآرد و نیز فرمودہ است البیضۃ منا بالف والفرخ
لا یقوم یعنی بیضہ ما بہزار ارزد و چوچہ ما خود قیمت نتوان کرد و نیز فرمودہ است حق سبحانہ و تعالیٰ
مرا سجلی نوشتہ داد کہ در وی نامہائے اصحاب و مریدان من کہ تا روز قیامت باشند ثبت ست و
گفت عزوجل کہ این ہمہ را بتو بخشیدم و از مالک کہ خازن آتش دوزخ ست پرسیدم کہ نزد
تو ہیچ کسے از اصحاب من ہست گفت لا بعزت پروردگار کہ دست حمایت من بر مریدان من
مثل آسمان ست بر زمین اگر مرید من جید نیست من خود جیدم بعزت پروردگار و جلال او کہ از
پیش او عزوجل نروم تا مرا با اصحاب من بہ بہشت نبرد اگر مرید من در مشرق بود و پردہ عفت او
برافتد و من در مغرب ہر آئینہ بپوشم پردہ او را

ترجمہ اردو:

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وعدہ فرمایا ہے
کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں، میرے طریق کا اتباع کرنے والوں اور میرے عقیدت مندوں کو
جنّت میں داخل فرمائیگا،
نیز آپ نے فرمایا کہ ہم میں کا ایک انڈا ہزار میں ارزاں اور چوزہ کی قیمت تو لگائی نہیں جا سکتی
نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لکھا ہوا فرد دیا جس میں قیامت تک آنیوالے میرے احباب
اور مریدوں کے نام درج تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخشدیا،
آپؒ نے فرمایا کہ میں نے داروغۂ جہنم سے جن کا نام مالک ہے دریافت کیا میرے مریدوں
میں سے تمہارے پاس کوئی ہے، جواب دیا، عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں، دیکھو
میرا دست حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا
نہیں تو کیا ہوا، میں تو اچھا ہوں، جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت

میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤں گا، اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردۂ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا،

(فوٹو: ترجمہ اخبار الاخیار صفحہ ۴۹ مترجم مولانا سبحان محمود استاد الحدیث دار العلوم کراچی مصنفہ عبد الحق محدث دہلوی)

آپ کا تیسرا ارشاد

نقل است کہ آنحضرت فرمود در زمان حسین بن منصور حلاج کسے نبود کہ او را دستگیری کند و از لغزشے کہ او را شدہ بود باز دارد و اگر من در زمان او می بودم او را دستگیری می کردم تا کار او بدینجا نمی کشید و من دستگیری می کنم ہر کرا از مریدان من مرکب بلغزد و او را پا سدار آیم تا روز قیامت و فرمود مرا در ہر طویلہ اسپی ست کہ مقاومت کردہ نشود و خیلے ست کہ سابقت کردہ نشود و مرا در ہر لشکر سلطانی ست کہ مخالفت کردہ نشود و در ہر منصب خلیفہ ایست کہ عزل کردہ نشود و فرمود ہرگاہ از خدا چیزے خواہید بوسیلۂ من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد و فرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتی کشف کردہ شود آن کربت از وی ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے گشادہ شود آن شدت از وی ہر کہ توسل کند بمن بسوی خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مر او را و فرمود کسیکہ دو رکعت نماز بگذارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار بعد از ان درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام و بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا گیرد و حاجت خود را در گاہ خداوندی بخواہد حق تعالی آن حاجت او قضا گرداند بمنہ و کرمہ

(فوٹو: اخبار الاخیار صفحہ ۱۹، ۲۰ فارسی مصنفہ عبد الحق محدث دہلوی)

ترجمہ اردو:

روایت

حضرت شیخ رہ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانہ میں کوئی اُن کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ مبتلا ہوئے اس سے کوئی بچانے والا نہیں تھا، اگر میں اُن کے زمانے میں ہوتا تو اُن کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی، قیامت تک میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا ہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے، اور فرمایا کہ